

مدارس میں علمی زوال کے اسباب اور حل

(۱۱) مطالعہ کا فقدان: مطالعہ نام کی کوئی چیز طلبہ میں باقی نہیں رہی، کیا بغیر مطالعہ کے علم کبھی کسی کو آیا

ہے؟ ہمارے اسلاف مطالعہ کے لیے دن رات ایک کر دیتے تھے۔ ذرا ان کی زندگیاں پڑھو، مرنے کے بعد

جنت میں بھی مطالعہ میں لگے ہوئے ہیں!!

(۱۲) کھیل کود سے دلچسپی: اسکولوں اور کالجوں والوں نے تو کھیل کود تعلیم کا حصہ بنا لیا جو سنگین

غلطی ہے، مگر ہمارے طلبہ بھی اچھا خاصا وقت کرکٹ وغیرہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اس طرح کھیلنے کودنے سے علم حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۳) موبائل سے انتہاک: موبائل کے نقصانات نفع سے زیادہ ہے۔ خاص طور پر طالب علم کے لیے

سم قاتل ہے، اس میں وقت کا ضیاع خسر الدنیا و الآخرة کا مصداق ہے۔ اللہم احفظ!

(۱۴) اساتذہ کی غیبت: طلبہ میں ایک مرض یہ بھی سراپت کر گیا ہے کہ وہ اساتذہ کے طریقہ تدریس پر

تبصرے کرتے ہیں جب کہ یہ سراسر بے ادبی ہے، کیوں کہ اللہ کی طرف سے ہر ایک کو افہام و تفہیم ایک جیسی

نہیں دی جاتی ہے، لہذا صرف اساتذہ کے درس کے سننے پر اکتفا کرے اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو حاشیے سے

حل کرے، ورنہ چھوڑ دے، انشاء اللہ اس ادب پر ہی اللہ علم میں برکت دے دے گا۔

(۱۵) مفسد ذہنیت: جنگ وجدال اور گالی گلوچ کی عادت بھی ہمارے طلبہ میں ایک معمول بننے لگی ہے

حالانکہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں؛ لہذا اپنے اوپر عائد حقوق کو ادا کریں اور دوسروں پر عائد اپنے

حقوق میں نرمی یا درگزر سے کام لیں تو یہ بھی علم میں ترقی کا باعث ہوگا؛ مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوتا؟

(۱۶) طلبہ کا بازار میں بہ کثرت جانا: طلبہ کا بازار میں بہ کثرت جانے کا رواج عام ہو چلا ہے،

حالانکہ بازار برائیوں کا اڈہ ہے۔ جسکے چکر کاٹنے سے بری عادات پیدا ہوتی ہیں کیا بازاروں میں چکر

کاٹنے والوں کے علم میں ترقی ہو سکتی ہے؟

(۱۷) بروں کی صحبت: بری عادات کے حامل لوگوں کی صحبت بھی انسان کے ترقی اور استعداد کی پختگی میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے، مگر ہمارے طلبہ بروں کے ساتھ رہنے کو ہی پسند کرتے ہیں۔

(۱۸) تکبر: متکبر ذہنیت کا طالب علم کبھی سرخرو نہیں ہو سکتا۔ علم کے لیے تواضع لازمی ہے، مگر آج تکبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ کیا ایسے لوگوں کو علم کا نور حاصل ہو سکتا ہے؟

(۱۹) انتظامیہ سے گلہ: کھانے پینے، رہنے سہنے کے سلسلے میں آج کل ہمارے طلبہ میں بڑے ناز و نکھرے آگئے ہیں، اور اس سلسلہ میں اکثر انتظامیہ کی غیبت اور اس کو برا بھلا کہنا اور ان کے ساتھ بدتمیزی کرنا گویا عام سی بات ہو گئی؛ حالاں کہ یہ سب تبرعات ہے ہمارے اسلاف نے اپنا مال اپنی جان، اپنا وقت، اپنا سب کچھ کھپا کر علم حاصل کیا؛ ان کے لیے نہ رہنے کے انتظامات تھے، نہ کھانے کے، مگر پھر بھی محنت کرتے اور سب انتظامات خود سے کرتے تھے؛ لہذا علمی استعداد میں پختگی پیدا کرنا ہو تو یہ سب ناز و نکھرے چھوڑنے ہوں گے اور تن من دھن کی بازی لگانی ہوگی، تب جا کر استعداد پیدا ہو سکتی ہے۔

(۲۰) سہولت پسندی: آج کل طلبہ کی طبیعتیں سہولت پسندی کا شکار ہو چکی ہے؛ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ علم بھی سہولتوں سے حاصل ہو جاتا ہے.....

ع ایں خیال است و محال است و جنوں۔

مجاہدانہ روش کر کے ہی استعداد پیدا ہوگی۔

(۲۱) طلبہ اپنی ذہنی و جسمانی صحت کا خیال نہیں کرتے

جو آیا کھا لیا، جب جی میں آیا سو گئے، جو دل میں آیا فحش تصاویر اور ویڈیو دیکھ لیا، یہ سب امور ذہن اور جسم پر انتہائی منفی اثرات مرتب کرتے ہیں اور ظاہر ہے جب ذہن اور جسم صحت مند نہ ہوں گے تو علم کے حصول میں جی نہیں لگے گا اور استعداد پیدا نہ ہوگی۔

(۲۲) زیب و زینت کے عادی

آج کل ہمارے طلبہ زیب و زینت کے بڑے عادی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ رنگ بہ رنگی کی ٹوپی، کرتا پاجامہ، مختلف نسوانی ڈیزائن کے کپڑے، پینٹ، نائقی، بے ڈھنگی ڈیزائن اور فیشن زدہ بال۔ ظاہری بات ہے کہ اس طرح طالب علم میں استعداد کیسے پیدا ہوگی؟ جب اس کو ان کاموں ہی سے فرصت نہیں۔ طبیعت میں سادگی اور نظافت ہونی چاہیے۔ تکلفات سے ہمارے اسلاف کی زندگیاں عاری ہیں۔

(۲۳) دعاء اور تلاوت سے غفلت

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل طلبہ و علماء میں قرآن جیسی عظیم کتاب کی تلاوت اور دعاء جیسی عظیم عبادت سے غفلت برتی جا رہی ہے حالانکہ دعاء اور قرآن یہ ہماری ترقی میں اور خاص طور پر روحانی اور علمی ترقی میں انتہائی کارآمد ہے، مگر اس جانب توجہ نہیں دی جاتی ہے۔

طلبہ کو صبح سویرے جلدی بیدار ہو کر تہجد کے ساتھ اور مغرب سے پندرہ منٹ پہلے مسجد میں آکر اہتمام کے ساتھ دعاء و تلاوت میں مشغول ہو جانا چاہیے۔ اور ہر نماز سے دس پندرہ منٹ پہلے مسجد میں حاضر ہو کر قرآن کی تلاوت میں مصروف ہو جانا چاہیے۔

دعاء اور قرآن کے روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ بے شمار مادی اور جسمانی فوائد بھی ہیں۔ جس کو آج کی سائنس نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ یہ صرف دعاء و قرآن کا ہی امتیاز نہیں بلکہ اسلامی تمام عبادتوں اور ریاضتوں کا یہی حال ہے کہ ہر ایک میں روحانی، مادی اور جسمانی بے شمار فوائد مضمر ہوا کرتے ہیں۔ آج کے علوم تجربہ نے تمام اسلامی عقائد اور عبادات و احکام کے منافع کو تجربے کی روشنی میں ثابت کر دیا ہے۔ اگرچہ ہمارے پیش نظر صرف اور صرف رضائے الہی اور آخرت ہی کی کامیابی ہونی چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ نیت میں عدم اخلاص، علم کے مفہوم سے ناواقفیت علم کے مطابق عمل کا نہ ہونا، محنت سے فرار، بد اخلاقی اور بے ادبی، اسلامی فرائض و واجبات، سنن اور مستحبات سے عدم دلچسپی، وقت کا ضیاع، بے توجہی، غفلت اور سستی حقوق میں کوتاہی، مطالعہ سے دوری، لہو و لعب میں انہماک، موبائل سے دلچسپی، اساتذہ کی غیبت و بے ادبی، فسادانہ ذہنیت، شکوہ و شکایت کی عادت، بازاروں کے چکر، دوستی اور یاری، تکبر و عناد، سہولت پسندی اور راحت طلبی، زیب و زینت کی عادت، صحت کا خیال نہ کرنا، تکبیر اولیٰ کا اہتمام نہ کرنا وغیرہ۔ یہ وہ اسباب ہیں جس کے بنا پر ہمارے مدارس کے طلبہ سے وہ نتائج برآمد نہیں ہو رہے ہیں جس کی توقع کی جاتی ہے۔

آخر میں طلبہ عزیز سے لجاجت کے ساتھ درخواست ہے کہ وہ اپنے والدین، اپنے ادارے کے انتظامیہ، اپنے اساتذہ کی محنت اور امید پر پانی نہ پھیرتے ہوئے اور ان کی محنتوں کو رائیگاں نہ کرتے ہوئے، پورے انہماک کے ساتھ علمی استعداد میں پختگی پیدا کرنے کے اسباب اختیار کر کے تن من دھن کے ساتھ علم کے حصول میں لگ جائیں اور اپنا اور پوری امت کا مستقبل روشن کرنے کی سعی کریں۔

اللہ ہماری مدد فرمائے، ہمیں توفیق عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں سرخ و فرما کر ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین!